S_1999_4_160_169

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 4ایس سی آر

ایم۔ایس۔اہلاوت

بنام

ریاست ہریانہ اور دیگر۔

27اکتوبر1999

ڈاکٹر۔اے۔ایس۔آنند،سی۔جے، ایس۔راجندر بابو اور آر۔سی۔لاہوٹی، جسٹسز۔

فوجداری قانون:

بھارت کا آئین1950: آرٹیکلز142اور129۔

توہین۔کی سزا۔عدالت عظمیٰ کے اختیارات۔توہین کرنے والے نے عدالت عظمیٰ کے سامنے مختلف مراحل پر جھوٹے حلف نامے دائر کیے اور جھوٹے بیانات دیے،توہین کرنے والے کو شوکاز نوٹس جاری کرنے کے بعد،اسے آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت مجرم قرار دیا۔منعقد؛اس طرح کی سزا دائرہ اختیار سے باہر ہے۔سپریم کورٹ کو دفعات 195 اور 340 سی آر پی سی کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار پر عمل کرنا چاہیے تھا۔ لہٰذا؛مذکورہ سزا کو منسوخ کر دیا گیا۔لیکن دفعہ 340 کے تحت شکایت درج کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا کیونکہ توہین کرنے والا پہلے ہی دفعات 193 آئی پی سی کے تحت کسی جرم کے لیے اس پر عائد سزا سے گزر چکا ہے۔تاہم،توہین کرنے والا کسی معاوضے کا دعوی کرنے یا اپنی سزا سے پیدا ہونے والی کوئی کارروائی شروع کرنے کا حقدار نہیں ہے۔تعزیراتی ضابطہ،1860،دفعہ 193۔مجموع ضابطہ فوجداری،1973،دفعات 195اور340۔

آرٹیکل 21،32،اور 142۔عدالت عظمیٰ کا حکم۔منسوخ کرنا۔مدعی نے عدالت عظمیٰ کے حکم کے ذریعے انصاف کے غلط ہونے کی شکایت کی جو دائرہ اختیار کے بغیر یا مناسب طریقہ کار پر عمل کیے بغیر منظور کیا گیا جس کے نتیجے میں اسے قید کیا گیا اور اس کے مستقل پیشہ کو نقصان پہنچا۔عدالت عظمیٰ مدعی کے تنازعات کی درستگی کی جانچ کرتی ہے اور حکم کو کالعدم قرار دیتی ہے۔

مجموع ضابطہ فوجداری،1973: دفعات 195،340اور482۔

نجی استغاثہ دائر کرنے کے جھوٹے حلف نامے۔کی اجازت۔منعقد: جائز نہیں۔کسی بھی عدالت کو

کسی بھی جرم کا نوٹس لینے کا دائرہ اختیار نہیں ہے جب تک کہ ان دفعات کے تحت تحریری طور پر شکایت نہ ہو دفعہ 340 توضیعات سے باہر شکایت اس کے موروثی دائرہ اختیار کے تحت کسی سول، ریونیو یا فوجداری عدالت کے ذریعے دائر نہیں کی جاسکتی۔

درخواست گزار کو اس عدالت نے، سابقہ تحریری درخواست کو نمٹاتے ہوئے، جعلی دستخطوں کے ساتھ جھوٹے حلف نامے دائر کرنے کے لیے پایا تھا۔ درخواست گزار کو اس عدالت میں مختلف مراحل پر جھوٹے بیانات دیتے ہوئے بھی پایا گیا۔ لہذا، اس عدالت نے درخواست گزار کو شوکاز نوٹس جاری کرنے کے بعد اسے تعزیرات ہند، 1860 کی دفعہ 193 اور آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت اس عدالت کی توہین کرنے کا مجرم قرار دیا۔

اس تحریری درخواست میں درخواست گزار نے آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت اپنی سزا کو اس بنیاد پر چیلنج کیا تھا کہ یہ عدالت خود درخواست گزار کو آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت مجرم نہیں ٹھہرا سکتی تھی لیکن اسے مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 340 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 195 کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار پر عمل کرنا چاہیے تھا۔ تاہم، درخواست گزار نے آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت اپنی سزا کو چیلنج نہیں کیا۔ اس دوران، درخواست گزار نے مذکورہ شق کے تحت اس عدالت کی طرف سے عائد سزا سے گزرا تھا۔

عرضی کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1. جب کوئی مدعی اس عدالت کے حق انتخابات کے استعمال سے انصاف کے غلط ہونے کی شکایت کرتا ہے جو دائرہ حق انتخاب سے باہر ہے یا مناسب طریقہ کار پر عمل کرنے کے بعد نہیں ہے جس کے نتیجے میں اسے جیل میں ایک مدت کے لیے قیمتی آزادی سے محروم ہونا پڑتا ہے اور اس کے کیریئر اور زندگی پر اترنے والی تباہی کے ساتھ اس عدالت کے پاس اس کے دلائل کی درستگی کا جائزہ لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا ہے۔ (165-ایچ)

2.1. مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 340 میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ دفعہ 195 کے تحت شکایت کو کس طرح ترجیح دی جاسکتی ہے۔ نجی قانونی چارہ جوئی کو بالکل روک دیا گیا ہے اور صرف وہ عدالت جس کے سلسلے میں جرم کیا گیا تھا کارروائی شروع کرسکتی ہے۔ دفعہ 340 سی آر پی سی توضیعات سے باہر کی شکایت کو اس کے موروثی دائرہ اختیار کے تحت کسی سول، ریونیو یا فوجداری عدالت کے ذریعے دائر نہیں کیا جا سکتا۔ (165-ڈی-ای)

2.2. دفعہ 195 سی آر پی سی توضیعات لازمی ہیں اور کسی بھی عدالت کو اس میں مذکور کسی بھی جرم کا

نوٹس لینے کا دائرہ اختیار نہیں ہے جب تک کہ اس دفعہ کے تحت تحریری طور پر شکایت نہ ہو۔ یہ طے شدہ قانون ہے کہ ہر غلط یا غلط گوشوارہ عدالت پر استغاثہ کا حکم دینا واجب نہیں بناتا بلکہ عدالتی صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے صرف انصاف کے انتظامیہ کے وسیع تر مفاد میں استغاثہ کا حکم دیتا ہے۔(165-بی)

چجو رام بنام رادھے شیام، اے آئی آر (1971) ایس سی 1367، پر بھروسہ کیا۔

.3 آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت یہ عدالت کسی قانون کی بنیادی توضیعات مکمل طور پر نظر انداز نہیں کر سکتی اور کسی مسئلے سے متعلق احکامات جاری نہیں کر سکتی، جسے کسی دوسرے قانون میں مقرر کردہ طریقہ کار کے بذریعے ہی حل کیا جا سکتا ہے۔(166-جی)

عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن بنام یونین آف انڈیا (1998) 4 ایس سی سی 409، پر انحصار کیا۔

.4.1 اس عدالت نے ہمیشہ مجموع ضابطہ فوجداری 1973 کی دفعات 195 اور 340 کے تحت مقرر کردہ طریقہ صنعتی عمل کو اپنایا ہے جب بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کی صنعتی عملر وائی میں جعلی یا جھوٹے دستاویزات پیش کر کے چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے یا کوئی گوشوارہ غلط پایا گیا ہے۔(167-ایف)

.4.2 موجودہ معاملے میں بھی یہ عدالت دفعات 195 اور 340 کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار پر عمل کیے بغیر جعل سازی کے لیے سزا کی تجویز کرنے اور دفعات 193 آئی پی سی کے تحت قابل سزا عدالت میں مختلف مراحل پر جھوٹے بیانات دینے کا نوٹس جاری کر کے دائرہ اختیار حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ بنیادی طور پر یہ عدالت دفعات 193 آئی پی سی کے تحت پیدا ہونے والے جرائم کے سلسلے میں کوئی اصل فوجداری دائرہ اختیار استعمال نہیں کرتی ہے اور دوسری بات یہ کہ دفعات 193 آئی پی سی کے تحت پیدا ہونے والے الزام کی سنگینی کے لیے مجاز فوجداری عدالت کے ذریعے معاملے کی تفصیلی تحقیقات اور مقدمے کی سماعت کی ضرورت ہوتی ہے اور محض شوکاز نوٹس جاری کر کے اور حلف نامے یا سرسری تحقیقات رپورٹس پر غور کرنا کسی طریقہ کار کے مترادف نہیں ہوگا۔ مجموع ضابطہ فوجداری کے تحت فراہم کردہ۔ اس عدالت کی طرف سے درخواست گزار کو آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت سزا سنانے کا حکم، اس لیے، دائرہ اختیار کے بغیر اور قانون کے تحت مقرر کردہ مناسب طریقہ کار پر عمل کیے بغیر ہے۔ اگرچہ اعتراض شدہ حکم نامے سے یہ واضح نہیں ہے کہ آیا آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت اختیارات کا استعمال درخواست گزار کو آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت مجرم قرار دینے کے لیے کیا گیا تھا، لیکن یہ فرض کیا جاتا ہے کہ اس اختیار کے استعمال سے ہی اعتراض شدہ حکم دیا گیا تھا کیونکہ اس طرح کے حکم کی منظوری کے لیے کوئی اور شق موجود نہیں ہے۔(167 - جی، ایچ؛ 168-اے، بی)

عدالت عظمیٰ بار ایسوشیشن بنام یونین آف انڈیا (1998) 4ایس سی آر 409 اور موھن سنگھ بنام مرحوم امر سنگھ بذریے ایل آر ایس (1998) 6ایس سی سی 686 پر انحصار کیا۔

4.1. کسی غلطی کو برقرار رکھنا کوئی فضیلت نہیں ہے لیکن اسے درست کرنا عدالتی ضمیر کی مجبوری ہے۔لہذا، آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت جرم کے لیے درخواست گزار کی سزا کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔مزید برآں، اس مرحلے پر، مجاز عدالت میں شکایت درج کرنے کی ہدایت کرنا مناسب نہیں ہے جیسا کہ دفعہ 340 سی آر پی سی کے ذریعے تصور کیا گیا ہے۔کیونکہ درخواست گزار پہلے ہی آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت جرم کے لیے اس پر عائد سزا سے گزر چکا ہے۔(168-ایچ؛169-اے)

4.2. تاہم، یہ حکم درخواست گزار کو کسی معاوضے کا دعوی کرنے یا آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت اس کی سزا سے پیدا ہونے والی کسی بھی عدالت میں کوئی کارروائی شروع کرنے کے قابل نہیں بنائے گا سوائے اس کے کہ درخواست گزار کے خلاف محکمہ جاتی طور پر اس کی خدمات کے حوالے سے شروع کی گئی کسی بھی کارروائی میں اس کا استعمال کیا جائے۔(169 سی)

فوجداری بنیادی دائرہ اختیار 1997 کی تحریری درخواست (فوجداری) نمبر 353۔

(ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت۔)

شرکت کرنے والی فریقوں کے لیے ایچ۔این۔سالوی، آر۔کے۔کھنہ، سوریا کانت، پریم ملہوترا، رشی ملہوترا، مہابیر سنگھ اور ڈی۔کے۔گرگ۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راجندر بابو، جسٹس: 17 جنوری 1996 کو دیے گئے ایک حکم کے ذریعے 1996 کی تحریری درخواستیں (فوجداری) نمبر 57-356 کو اس عدالت نے نمٹا دیا۔اس حکم کے دوران یہ فیصلہ دیا گیا کہ درخواست گزار ایم ایس اہلاوت نے جان بوجھ کر اس عدالت کے سامنے جھوٹے ریکارڈ بنائے ہیں۔اس لیے اسے دفعہ 193 مجموعہ تعزیرات بھارت (آئی پی سی) کے تحت اور بھارت کا آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت اس عدالت کی توہین کے لیے بھی سزا دی گئی ہے۔اس کے مطابق، اسے مجرم قرار دیا گیا اور آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت ایک سال کی مدت کے لیے سخت قید اور بھارت کا آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت 6 ماہ کی مدت کے لیے سخت قید کی سزا سنائی گئی لیکن دونوں سزاؤں کو بیک وقت چلانے کی ہدایت کی گئی۔اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درخواست گزار نے مذکورہ دو توضیعات تحت اس عدالت کی طرف سے عائد کی گئی قید کی سزا پوری کر لی ہے۔

1996 کی تحریری درخواستیں (فوجداری) نمبر 57-356 کی سماعت کے دوران، 5 نومبر 1993 کو اس عدالت کو اسٹینڈنگ کونسل کے بذریعے اطلاع دی گئی کہ اس عدالت میں دائر بیان حلفی پر ان کے دستخط جعلی ہیں۔اس عدالت نے 2 نومبر 1993 اور 5 نومبر 1993 کو دائر کیے گئے دو حلف ناموں پر غور کرنے کے بعد، درخواست گزار کے دستخط کی مبینہ جعل سازی کے بارے میں ضلع جج فرید آباد کی طرف سے تفصیلی تحقیقات کرنے کی ہدایت کی۔ ضلعی جج نے 29 جنوری 1994 کو ایک رپورٹ پیش کی جس میں کہا گیا کہ درخواست گزار اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ضلع جج کی رپورٹ پر غور کرنے کے بعد اس عدالت نے مبینہ جعل سازی کی تحقیقات کا حکم دیا اور سنٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن (سی بی آئی) کو تحقیقات کا کام سونپا گیا۔سی بی آئی کی رپورٹ موصول ہونے پر اس عدالت نے 17 اپریل 1995 کو ہیڈ کانسٹیبل کرشن کمار، ایس آئی ایشور سنگھ اور اے ایس آئی رندھیر سنگھ کو نوٹس جاری کیا کہ انہیں 2 نومبر 1993 اور 5 نومبر 1993 کے حلف نامے پر درخواست گزار کے دستخطوں کی جعل سازی اور جھوٹے حلف نامے داخل کرنے پر اس عدالت کی توہین کے لیے کیوں مجرم نہیں ٹھہرایا جانا چاہیے۔10 جولائی 1995 کو اس عدالت نے درخواست گزار کو ایک نوٹس جاری کیا جس میں کہا گیا کہ اس عدالت میں مختلف مراحل پر جعل سازی اور جھوٹے بیانات دینے اور اس عدالت کی توہین کے جرم میں سزا کے لیے اس پر غور کیوں نہیں کیا جانا چاہیے۔17 جنوری 1996 کو حلف نامے پر غور کرنے کے بعد اس عدالت نے درخواست گزار کو مجرم قرار دیا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔اس کے خلاف نظر ثانی کی درخواست بھی 29 مارچ 1996 کو مختصر طور پر مسترد کر دی گئی۔اس تحریری درخواست میں درخواست گزار آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت اپنی سزا کو چیلنج کرتے ہوئے اس عدالت کی توہین کرنے کے لیے بھارت کا آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت سزا پر سوال نہیں اٹھا رہا ہے۔

درخواست گزار کے فاضل وکیل شری ہریش سالوے نے دلیل دی کہ درخواست گزار کو آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت سزا سناتے ہوئے اس عدالت نے ضابطہ فوجداری کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے اور اس طرح بھارت کا آئین کے آرٹیکل 21 کے مینڈیٹ کے منافی کام کیا ہے۔اس بیان کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دفعہ 195 آئی پی سی کی دفعہ 193 اور دفعہ 340 کے تحت پیدا ہونے والے جرائم کا نوٹس لینے کے طریقے سے متعلق ہے۔دفعہ 193 آئی پی سی کے تحت پیدا ہونے والے جرائم کے لیے مجاز فوجداری عدالت میں شکایت درج کی جانی چاہیے تھی جیسا کہ دفعہ 195 سی آر پی سی میں فراہم کی گئی ہے دفعہ 340 سی آر پی سی کے ساتھ پڑھیں۔اور یہ عدالت خود کسی فوجداری عدالت کا دائرہ

اختیار نہیں سنبھال سکتی تھی اور درخواست گزار کو بغیر مقدمے کی سماعت کے مجرم قرار نہیں دے سکتی تھی۔

درخواست گزار کی جانب سے شری ہریش سالوے نے یہ بھی دلیل دی کہ آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت قابل سزا جھوٹی گواہی کے جرم کا خلاصہ اور اس عدالت کی توہین کا الزام یکساں ہے، جبکہ فوجداری مقدمے میں مقدمے کی تفصیلی اور تفصیلی تحقیقات پر غور کیا جاتا ہے لیکن بعد کے لیے ایک سرسری تحقیقات پر غور کیا جاتا ہے۔ اس عدالت کو ایک مجاز فوجداری عدالت میں درج کی جانے والی شکایت کی ہدایت کرنی چاہیے تھی اور اس عدالت کی توہین کے لیے پیدا ہونے والے کیس پر غور ملتوی کرنا چاہیے تھا۔ تاہم، اس دلیل کی پیروی نہیں کی جاتی ہے کیونکہ درخواست گزار اپنے کیس کو صرف آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت سزا کو چیلنج کرنے تک محدود کر رہا ہے۔

آئی پی سی کا 11 واں باب جھوٹے شواہد اور عوامی انصاف کے خلاف جرائم سے متعلق ہے اور اس میں ہونے والی دفعہ 193 عدالتی کارروائی میں جھوٹے شواہد دینے یا من گھڑت بنانے کی سزا فراہم کرتی ہے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 195 (سی آر پی سی) میں کہا گیا ہے کہ جہاں کوئی عمل سرکاری ملازمین کے قانونی اختیار کی توہین یا عوامی انصاف کے خلاف جرم جیسے کہ دفعہ 193 آئی پی سی وغیرہ کے تحت جھوٹا ثبوت دینا یا عدالت میں اصل میں استعمال ہونے والے دستاویزات سے متعلق جرم کے مترادف ہے، نجی قانونی چارہ جوئی بالکل ممنوع ہے اور صرف وہ عدالت جس کے سلسلے میں جرم کیا گیا تھا وہ کارروائی شروع کر سکتی ہے۔ دفعہ 195 توضیعات لازمی ہیں اور کسی بھی عدالت کو اس میں مذکور کسی بھی جرم کا نوٹس لینے کا دائرہ اختیار نہیں ہے جب تک کہ اس دفعہ کے تحت تحریری طور پر شکایت نہ ہو۔ یہ طے شدہ قانون ہے کہ ہر غلط یا غلط گوشوارہ عدالت پر استغاثہ کا حکم دینا واجب نہیں بناتا، بلکہ عدالتی صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے صرف انصاف کے انتظامیہ کے وسیع تر مفاد میں استغاثہ کا حکم دیتا ہے۔

دفعہ 340 سی آر پی سی اس طریقہ کار کو تجویز کرتی ہے کہ دفعہ 195 سی آر پی سی کے تحت شکایت کو کس طرح ترجیح دی جا سکتی ہے۔ جبکہ دفعہ 195 سی آر پی سی کے تحت یہ اس عدالت کے لیے کھلا ہے جس کے سامنے جرم مجرم کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے شکایت کو ترجیح دینے کے لیے کیا گیا تھا، دفعہ 340 سی آر پی سی اس طریقہ کار کو تجویز کرتا ہے کہ اس شکایت کو کس طرح ترجیح دی جا سکتی ہے۔ دفعہ 195 کے تحت توضیعات ہیں اور کوئی بھی عدالت اس میں مذکور جرائم کا نوٹس نہیں لے سکتی۔ اس طرح کے جرائم کے سلسلے میں عدالت کو دفعہ 340 سی آر پی سی کے تحت کارروائی کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے۔ اور دفعہ 340 سی آر پی سی توضیعات سے باہر شکایت اس کے موروثی دائرہ اختیار کے تحت کسی دیوانی، ریونیو یا فوجداری عدالت کے

ذریعے دائر نہیں کی جاسکتی۔

چجو رام بنام رادھے شیام اور دیگر، اے آئی آر (1971) ایس سی 1367 میں اس عدالت نے کہا کہ جہاں جرم کا تعلق دفعہ 195 سی آر پی سی کے تحت عدالت سے ہے۔ پہلے عدالت کی منظوری حاصل کی جانی چاہیے اور اس طرح کی منظوری صرف ان معاملات میں دی جانی چاہیے جہاں جھوٹی گواہی جان بوجھ کر اور ہوش میں دکھائی دیتی ہے اور سزا معقول طور پر ممکنہ یا ممکنہ ہے اور مناسب دیکھ بھال اور احتیاط کے بغیر بہت آسانی سے اور بہت کثرت سے جھوٹی گواہی کے لیے مقدمہ شروع کرنا اور بے نتیجہ اور مشکوک مواد پر اس کے اختتام کو شکست دیتا ہے۔ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ دفعہ 195 سی آر پی سی توضیعات کے علاوہ شکایت کرنے کا کوئی موروثی اختیار نہیں ہے۔

ہم نے اس معاملے میں اس پس منظر کے حوالے سے اٹھائے گئے سوالات پر بے چینی سے غور کیا ہے جس میں یہ عدالت یہاں اعتراض شدہ حکم منظور کرنے پر مجبور تھی۔ جب کوئی مدعی اس عدالت کے حق انتخابات کے استعمال سے انصاف کے غلط ہونے کی شکایت کرتا ہے جو دائرہ حق انتخاب سے باہر ہے یا مناسب طریقہ کار پر عمل کرنے کے بعد نہیں ہے جس کے نتیجے میں اسے جیل میں قید کیا گیا جس کے نتیجے میں اس کے کیریئر اور زندگی پر آنے والی تباہی کے ساتھ ایک مدت کے لیے قیمتی آزادی کھودی گئی ہے تو ہمارے پاس اس دلیل کی درستگی کا جائزہ لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن بنام یونین آف انڈیا اور دیگر (1998) 4 ایس سی سی 409 میں اس عدالت نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا ہے:

" تاہم، آرٹیکل 142 کے ذریعے عدالت کو تفویض کردہ اختیارات جو کہ شفا بخش نوعیت کے ہیں، ان کو ایسے اختیارات کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا جو عدالت کو اس کے سامنے زیر التواء مقدمے سے نمٹنے کے دوران مدعی کے بنیادی حقوق کو نظر انداز کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔ اس اختیار کو مقدمے پر لاگو بنیادی قانون کو "تبدیل" کرنے یا عدالت کے زیر غور وجہ کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ آرٹیکل 142، یہاں تک کہ اس کے طول وعرض کی چوڑائی کے باوجود، ایک نئی عمارت کی تعمیر کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا جہاں پہلے کوئی موجود نہ ہو، کسی موضوع سے متعلق واضح قانونی توضیعات نظر انداز کر کے اور اس طرح بالواسطہ طور پر کچھ حاصل کرنے کے لیے جو براہ راست حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ طاقت کی نوعیت کو عدالت کو اپنے لیے حدود طے کرنے پر مجبور کرنا چاہیے جس کے اندر ان اختیارات کو استعمال کیا جائے اور عام طور پر وہ کسی موضوع پر حکمرانی کرنے والی قانونی شق کو نظر انداز نہیں کر سکتی سوائے اس کے کہ وہ قانونی چارہ جوئی کرنے والے

فریقوں کے متضاد دعووں کے درمیان مساوات کو متوازن کرنے کے لیے کسی وجہ یا معاملے میں " کریز کو ختم " کر کے۔ درحقیقت عدالت عظمیٰ صرف تنازعات کو حل کرنے کے محدود دائرہ اختیار کی عدالت نہیں ہے۔ عدالت عظمیٰ ہمیشہ قانون ساز رہی ہے اور اس کا کردار محض تنازعات کے حل سے بالاتر ہے۔ یہ " مبہم علاقوں میں مسئلہ حل کرنے والا " ہے لیکن کسی دیئے گئے مقدمے کے موضوع سے متعلق ٹھوس قانونی توضیعات عدالت عظمیٰ آرٹیکل 242 کے تحت حکم دیتے وقت مکمل طور پر نظر انداز نہیں کر سکتی۔ درحقیقت ان آئینی اختیارات کو کسی بھی طرح سے کسی بھی قانونی توضیعات ذریعے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا لیکن ساتھ ہی ان اختیارات کا استعمال اس وقت نہیں کیا جا سکتا جب ان کا استعمال براہ راست اس قانون سے متصادم ہو جو واضح طور پر اس موضوع سے متعلق قانون میں فراہم کیا گیا ہے۔"

عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کیس (سپرا) میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت یہ عدالت کسی قانون کی بنیادی توضیعات مکمل طور پر نظر انداز نہیں کر سکتی اور کسی ایسے مسئلے سے متعلق احکامات جاری نہیں کر سکتی جسے کسی دوسرے قانون میں مقرر کردہ طریقہ کار کے بذریعے ہی حل کیا جا سکے۔ یہ عدالت نوٹس کرتی ہے کہ "پیشہ ورانہ بدانتظامی کی شکایت پر بار" کی ڈسپلنری کمیٹی کے ذریعے مقدمہ چلانا ضروری ہے، جیسے کسی عدالت کے ذریعے فوجداری مقدمے کی سماعت اور کسی وکیل کو سماعت کا موقع فراہم کیے جانے کے بعد بار کی ڈسپلنری کمیٹی کے سامنے پیش کیے گئے شواہد کی بنیاد پر سزا دی جا سکتی ہے۔ انکوائری ایک تفصیلی اور تفصیلی ہے اور خلاصہ نوعیت کی نہیں ہے اور اس لیے اس عدالت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی وکیل کو اپیلیٹ کا دائرہ اختیار اختیار کے استعمال میں 'پیشہ ورانہ بدانتظامی' کے لیے خود کو بھارت کا آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت 'اصل دائرہ اختیار' کا استعمال کرنے والے قانونی ادارے کے طور پر تبدیل کر کے سزا دے۔

موہن سنگھ بنام آنجہانی امر سنگھ میں ایل آر ایس، (1998) 6 ایس سی سی 686 کے بذریعے یہ دلیل پیش کی گئی تھی کہ مکان مالک نے جعلی دستاویز پیش کر کے عدالت میں دھوکہ دہی کا کھیل کھیل کر حکم حاصل کیا تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ:-

" عدالتی کارروائی کے ریکارڈ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا اور عدالت میں جھوٹا بیان حلفی داخل کرنا انصاف کے مقررہ دور میں رکاوٹ پیدا کرنے کا رجحان رکھتا ہے۔ یہ انصاف کے غیر آلودہ دھارے کے آزادانہ بہاؤ کو کمزور اور رکاوٹ بناتا ہے اور اس کا مقصد قانون کی حکمرانی پر دھچکا لگانا ہے۔ انصاف کے دھارے کو صاف اور پاک رکھنا ہوگا اور کسی کو بھی اس کی پاکیزگی کو آلودہ کر کے اس کے ساتھ آزادی لینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ چونکہ ہم پہلی نظر میں مطمئن ہیں کہ کرایہ دار نے جھوٹے حلف نامے دائر کیے ہیں اور

جھوٹی گواہی کی برائی کو ختم کرنے کے لیے عدالتی ریکارڈ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی ہے، اس لیے ہم اس عدالت کے رجسٹرار کو مناسب عدالت میں شکایت درج کرنے کی ہدایت کرنا مناسب سمجھتے ہیں اور کرایہ دار، اس معاملے میں اپیل کنندہ یعنی موہن سنگھ کے خلاف فوجداری قانون نافذ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔"

اس عدالت نے ہمیشہ اس طریقہ صنعتی عمل کو اپنایا ہے جب بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کی صنعتی عملر وائی میں جعلی یا جھوٹے دستاویزات پیش کر کے چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے یا کوئی گوشوارہ غلط پایا گیا ہے۔ ہم اس بات کی تعریف نہیں کر سکے ہیں کہ موجودہ معاملے میں اس طریقہ کار کو کیوں چھوڑ دیا گیا۔ ہوسکتا ہے کہ دفعات 195 اور 340 توضیعات کو علمی ڈویژن بنچ کے نوٹس میں نہیں لایا گیا ہو۔

عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کیس (سپرا) میں اس عدالت کی طرف سے بنائے گئے قانون کی روشنی میں، یہ عدالت دفعات 195 اور 340 کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار پر عمل کیے بغیر جعل سازی کے لیے سزا کی تجویز کرنے اور دفعات 193 آئی پی سی کے تحت قابل سزا عدالت میں مختلف مراحل پر جھوٹے بیانات دینے کے نوٹس کے ذریعے دائرہ اختیار نہیں سنبھال سکتی تھی۔ بنیادی طور پر یہ عدالت دفعات 193 آئی پی سی کے تحت پیدا ہونے والے جرائم کے سلسلے میں کسی بھی اصل فوجداری دائرہ اختیار کا استعمال نہیں کرتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ دفعات 193 آئی پی سی کے تحت پیدا ہونے والے الزام کی سنگینی کے لیے مجاز فوجدای عدالت کی طرف سے معاملے کی تفصیلی تحقیقات اور مقدمے کی سماعت اور محض فوجداری عدالت کے ذریعے ایک سرسری تحقیقات کی ضرورت ہوتی ہے۔ شوکاز نوٹس جاری کرنا اور حلف نامے یا انکوائری رپورٹس پر غور کرنا مجموع ضابطہ فوجداری کے تحت فراہم کردہ طریقہ کار کے مترادف نہیں ہوگا۔ اس عدالت کی طرف سے درخواست گزار کو آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت سزا سنانے کا حکم، اس لیے، دائرہ اختیار کے بغیر اور قانون کے تحت مقرر کردہ مناسب طریقہ کار پر عمل کیے بغیر ہے۔ اگرچہ اعتراض شدہ حکم سے یہ واضح نہیں ہے کہ آیا آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت اختیارات کا استعمال درخواست گزار کو آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت مجرم قرار دینے کے لیے کیا گیا تھا، لیکن ہم اس مفروضے پر آگے بڑھتے ہیں کہ اس اختیار کے استعمال سے ہی اعتراض شدہ حکم دیا گیا تھا کیونکہ اس طرح کے حکم کی منظوری کے لیے کوئی اور شق موجود نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے بحث کی گئی ہے، عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کے فیصلے کے پیش نظر، کیس (سپرا) ایسا حکم نہیں دیا جا سکتا تھا۔

اس مرحلے پر درخواست گزار نے 12 اکتوبر 1999 کو درج ذیل شرائط میں حلف بیان حلفی داخل کیا ہے:-

"(1) کہ میں مذکورہ بالاتحریری درخواست میں درخواست گزار ہوں اوراس طرح میں مقدمے کے حقائق اور حالات سے پوری طرح واقف ہوں اوراس بیان حلفی کی قسم کھانے کے لیے مکمل طور پر اہل ہوں۔

(2) کہ میں نے مذکورہ بالاتحریری درخواست دائر کی ہے جس میں میں نے 1993 کی تحریری درخواست (فوجداری) نمبر 356-357 میں منظور کردہ 17.10.96 کے فیصلے اور حکم کے ذریعے اس معزز عدالت کے ذریعے آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت اپنی سزا کو جاری کیا ہے۔

(3) کہ میں اس معزز عدالت سے عہد کرتا ہوں کہ اگر میری سزا 193 آئی پی سی مقرر کی گئی ہے تو میں کسی معاوضے کا دعویٰ نہیں کروں گا یا اس معزز عدالت یا کسی دوسری عدالت کے سامنے اپنی سزا 193 آئی پی سی کے لیے اور آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت توہین عدالت یا اس سزا کے لیے جو میں نے مذکورہ سزا کے مطابق گزاری تھی، سوائے اس کے کہ اس معزز عدالت کے ذریعے منظور کردہ کسی حکم کا استعمال کرتے ہوئے، بھارتیہ پولیس خدمات اور/ یا کسی محکمہ جاتی کارروائی میں میری خدمت کے سلسلے میں ریاست کی طرف سے شروع کی گئی کسی بھی کارروائی میں 193 آئی پی سی کے لیے میری سزا کو کالعدم قرار دیتا ہوں۔

(4) کہ اس بیان حلفی میں کیے گئے بیانات میرے علم کے مطابق درست ہیں اور میری اپنی مرضی سے کیے گئے ہیں۔''

کسی غلطی کو برقرار رکھنا کوئی فضیلت نہیں ہے لیکن اسے درست کرنا عدالتی ضمیر کی مجبوری ہے۔ لہٰذا ہم بغیر کسی ہچکچاہٹ کے درخواست گزار کی دفعہ 193 آئی پی سی کے تحت جرم کی سزا کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ ہم اس مرحلے پر بھی، مجاز عدالت میں شکایت درج کرنے کی ہدایت دینا مناسب نہیں سمجھتے جیسا کہ دفعہ 340 سی آر پی سی میں تصور کیا گیا ہے۔ کیونکہ درخواست گزار پہلے ہی دفعہ 193 آئی پی سی کے تحت ایک جرم کے لیے اس پر عائد سزا سے گزر چکا ہے حالانکہ اب اس حکم سے منسوخ کر دیا گیا ہے اور ہم توہین عدالت کرنے پر بھارت کا آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت عائد اس کی سزا اور سزا کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

مذکورہ وجوہات کی بناء پر، درخواست گزار کو آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے 1996 کی تحریری درخواستوں (فوجداری) نمبر 356-357 میں دیا گیا حکم واپس لے لیا گیا ہے اور اسے مسترد کر دیا گیا ہے۔ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ یہ حکم درخواست گزار کو کسی بھی معاوضے کا دعویٰ کرنے یا آئی پی سی کی دفعہ 193 کے تحت اس کی سزا سے پیدا ہونے والی کسی بھی عدالت میں کوئی کارروائی شروع کرنے کے قابل نہیں بنائے گا سوائے اس کے کہ درخواست گزار کے خلاف محکمہ جاتی طور پر اس کی خدمات کے حوالے سے شروع کی گئی کسی بھی کارروائی میں اس کا استعمال کیا جائے۔

وی۔ایس۔ایس۔

درخواست منظور کی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this
document